14 ۔ نعت

امیر مینائی

شعر 1

صبا بے شک آتی مدینے سے تو ہے
کہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بُو ہے

تشریح:

اے صبح کے وقت چلنے والی ہوا بے شک تو مدینے سے ہو کر آ رہی ہے کیونکہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی خوشبو شامل ہے، یہ قانون قدرت ہے کہ صبح کے وقت ہوا ضرور چلتی ہے یہی وقت پھولوں کے کھلنے کا ہوتا ہے، چنانچہ اس ہوا میں پھولوں کی مہک بھی شامل ہو جاتی ہے، امیر مینائی کا موقف یہ ہے کہ صبح کی ہوا میں عام پھولوں کی خوشبو نہیں بلکہ مدینے کے پھولوں کی خوشبو ہے، لگتا ہے صبح کی ہوا مدینے بارگاہ رسالت میں حاضری دے کر آتی ہے تو اس شہر کے پھولوں کی مہک اپنے ساتھ لے آئی۔

حضورؐ سے محبت ہمارے ایمان کی تکمیل کی بنیادی شرط ہے، ارشاد نبوی ہے "تم میں سے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ کائنات کی ہر شے سے زیادہ مجھ رسول سے محبت نہ کرے۔"

امیر مینائی عشق رسول میں سرشار ہیں کہ انہیں صبح کے ہوا میں اگر پھولوں کی خوشبو محسوس ہوئی تو اسے مدینے کی گلیوں کی عطا قرار دیتے ہیں، وہ شہر جسے حضورؐ کی نام کی نسبت حاصل ہے، وہ ہستی جو جہاں سے گزری اس مقام کو عزت و رفعت عطا کر دی۔

وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

مدینے کی فضاؤں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اگر دنیا کے کسی گوشے سے بھی ہوا یہاں آ جائے تو یہاں سے خالی ہاتھ نہیں جاتی بلکہ یہاں کے پھولوں کی مہک اپنے ساتھ لے کر جاتی ہے۔

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

شعر نمبر 2:

سُنی ہم نے طوطی و بلبل کی باتیں
ترا تذکرہ ہے، تری گفتگو ہے

تشریح:

ہم نے مختلف پرندوں کی گفتگو سنی ہے، سبھی کی زبان پر تیری باتیں ہیں تیرا ہی تذکرہ ہورہا ہے۔ حدیث قدسی ہے میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں چنانچہ میں نے ایک مخلوق خاص کو تخلیق کیا یہ مخلوق خاص حضور ﷺ کی ہستی ہے اس حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے محبوب اگر ہم آپ کو پیدا نہ کرتے تو یہ آسمان بھی نہ بناتے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو ترا وجود الکتاب

گنبدِ آبگینہ رنگ ترے محیط میں حباب

باقی ساری کائنات حضورؐ کے طفیل وجود میں آئی تو انصاف کا تقاضا ہے کہ جو ہستی کسی کی تخلیق کا باعث بنی ہو اس کا شکریہ ادا کیا جائے، امیر مینائی کا موقف یہ ہے کہ جتنے بھی خوش گلو پرندے ہیں اگر ان کی آواز پر دھیان دیا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے وہ ﷺ کی صدائیں بلند کر رہے ہیں، درود و سلام ایک ایسا عمل ہے کہ خدا اس میں اپنے آپ کو اور فرشتوں کو بھی شریک قرار دیتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اللہ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر اس طرح درود بھیجو جیسے درود بھیجنے کا حق ہے"۔

تشریح طلب شعر میں پرندوں کی زبان پر حضورؐ کا تذکرہ اور حضورؐ کی گفتگو گویا ان کے آپؐ پر درود بھیجنے کی بات ہے جہاں خدا کا ذکر ہو وہاں ذکر مصطفٰے نہ ہو یہ ممکن نہیں ہے۔

خدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفٰیؐ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

شعر نمبر 3:

جیوں تیرے در پر، مروں تیرے در پر

یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے

تشریح:

میری آرزو یہی ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں تو بارگاہ نبوت سے وابستہ رہوں اور یہیں مجھے موت آجائے۔ انسانی فطرت ہے کہ انسان جس ہستی کو چاہتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اسے اپنی نظروں کے روبرو دیکھنا چاہتا ہے جوں جوں محبت بڑھتی جاتی ہے اسی اعتبار سے دیکھنے کی خواہش میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے جب پلکوں کا جھپکنا بھی دیکھنے کے عمل میں رکاوٹ محسوس ہونے لگتا ہے۔

نظارے کو یہ جنبش مژگاں بھی بار ہے

نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

زندگی بھر کسی ہستی کے دروازے پر رہنا اور وہیں موت آجانے کی آرزو کرنا اس ہستی سے بے تحاشا محبت کی دلیل ہے۔

آرزو ہے کہ رہے دھیاں ترا تا دمِ مرگ

شکل تری نظر آئے مجھے جب آئے اجل

امیر مینائی کا موقف ہے کہ میری خواہش میرا ارمان یہی ہے کہ میری زندگی درِ رسول پر بیت جائے اور میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کروں۔

اصل میں جو شخص درِ مصطفٰے کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جاتا ہے تو پھر اسے کوئی دروازہ قبول نہیں کرتا پھر وہ در در بھٹکتا پھرتا ہے۔

تمہارے در کو جو چھوڑا تو در بدر بھٹکے

ترس گئی ہے جبیں سنگ آستاں کے لئے

حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تو خود حضور ﷺ کی محبت ایمان کے تکمیل ہونے کی شرط ہے، امیر مینائی دونوں عمل ایک ساتھ سرانجام دیتے ہیں کہ غلام کی طرح دروازے پر حاضر رہتے ہیں اور عشق رسول میں درِ حضور ﷺ پہ دل و جان قربان کرتے نظر آتے ہیں۔

شعر نمبر4

جسے جس طرف آنکھ، جلوہ ہے اُس کا

جو یکسو ہو دل تو وہی چار سُو ہے

تشریح:

میں جس طرف بھی نظر جما کر دیکھوں تو حضور ﷺ کا نور دکھائی دیتا ہے، جب انسان کسی سے بے تحاشا محبت کرتا ہے تو اسے اپنا محبوب اپنے ہر طرف محسوس ہوتا ہے۔

وہ کہ خوشبو کی طرح پھیلا تھا میرے چار سو

میں اسے محسوس کر سکتا تھا چھو سکتا نہ تھا

امیر مینائی کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کے انوار کی جھلکیاں کائنات میں ہر طرف نظر آتی ہیں، وجہ یہ ہے کہ جہاں خدا کی ذات رب العالمین ہے وہاں حضور کی ہستی رحمت اللعالمین ہے، جہاں جہاں اللہ کی ربوبیت ہے وہاں وہاں حضور کی رحمت موجود ہے، تو محبت کی نظر سے دیکھا جائے تو پھر انساں جس طرف بھی نظر بھر کر دیکھے حضور کا جلوہ اسے نظر آ سکتا ہے۔

جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا

تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

انوار الٰہی کا دیکھنا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کے لئے ممکن نہ ہوا کہ تجلی ظاہر ہوتی تو وہ بے ہوش ہو گئے لیکن اگر ایک حساب ایمان دل کی نگاہ سے دیکھے تو اسے حضور ﷺ کے نور کی جھلکیاں نظر آ سکتی ہیں۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

شعر نمبر5:

تری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر

یہی میری حُرمت، یہی آبرو ہے

تشریح:

میری عزت اور تکریم اسی میں ہے کہ میں فنا ہو کر آپؐ کے راستے کی دھول بن جاؤں۔

انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اس کا جینا مرنا اسی کے لئے ہوتا ہے۔ حضورؐ کی ہستی سے محبت ایمان کی تکمیل کی شرط ہے، ارشاد نبوی ہے۔

"تم میں سے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ کائنات کی ہر شے سے زیادہ مجھ (حضورؐ سے) محبت نہ رکھے"۔

ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی اور کوئی سعادت ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ حضورؐ کے لئے اپنی جان دے۔ حضورؐ کے راستے میں فنا ہو کے مٹی ہو جائے کہ ہمارے لیے حضورؐ کی ہستی ہی سب کچھ ہے۔

وہ دانائے سبل ختم الرُسل مولائے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

امیر مینائی کا موقف یہ ہے کہ عام لوگ زندگی کو اہمیت دیتے ہیں وہ مرنے سے ڈرتے ہیں لیکن اگر موت عشق رسولؐ میں آجائے تو یہ موت نہیں عین حیات ہوتی ہے۔ اگر مجھے یہ سعادت حاصل ہو جائے تو میری عزت و تکریم اسی میں ہے۔ کسی بھی فرد کی عزت دو باتوں کی بنا پر ہوتی ہے اول اس کی ذات و کردار کے حوالے سے دوم نیت کے حوالے سے۔ نسبت جتنی بڑی ہو گی عزت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ حضورؐ سے بڑی نسبت کائنات میں ممکن نہیں تو وہ فرد جو حضورؐ کے راستے میں جان سے گزر جائے کوئی اس کی عزت اور تکریم کا اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔

شعر نمبر 6:

یہاں ہے ظہور اور وہاں نور تیرا

مکاں میں بھی تو، لا مکاں میں بھی تُو ہے

تشریح:

وہ مقامات جس کا تعین ہو سکتا ہے وہاں بھی اور وہ مقامات جن کا ہم تعین نہیں کر سکتے جسے ہم لا مکاں کے طور پر جانتے ہیں۔ ہر جگہ آپ کا نور پھیلا ہوا ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبدِ آبگینہ رنگ ترے محیط میں حباب

خداوند قدوس اپنے آپ کو رب العالمین کہتا ہے یعنی تمام جہانوں کا پالنے والا اور حضور ﷺ کو عالمین کے لئے رحمت قرار دیتا ہے یعنی جہاں جہاں اللہ کی ربوبیت ہے وہاں وہاں حضورؐ کی رحمت بھی سایہ فگن ہے۔ چاہے ہم اس مقام کا تعین کرنے کی قدرت رکھتے ہوں یا نہیں۔ حضورؐ کے نور کی روشنی ہر جگہ موجود ہے۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

امیر مینائی کا موقف یہ ہے کہ اس کائنات کے بارے میں ہمارا علم، ہماری معلومات محدود ہیں۔ ہم اس کائنات کے معمولی سے حصے کو جانتے ہیں، باقی جو کچھ ہے ہم اسے لا مکاں کا نام دیتے ہیں لیکن حضورؐ کی ہستی ایسی نہیں جو ہمارے علم میں موجود مقامات تک محدود ہو بلکہ حضورؐ کی ہستی آپ کا نور ہر جگہ موجود ہے۔ پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے ہم آپ کے مقام کو نہیں جان سکتے۔

جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر

اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

شعر نمبر 7:

جو بے داغ لالہ، جو بے خار گل ہے

وہ تو ہے، وہ تو ہے، وہ تو ہے، وہ تو ہے

تشریح:

حضورؐ کی ہستی ایسے پھول کی مانند ہے جو بے داغ ہے اور جس کے ساتھ کوئی کانٹا موجود نہیں مطلب یہ کہ آپ کی ذات ہر طرح کی خامی یا کمی سے مبرا ہے۔

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھول حسن کی علامت ہے۔ گلاب کا پھول پھولوں کا سردار مانا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ کانٹے موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح لالہ کا پھول اپنی خوبصورتی و رعنائی میں بے مثال سمجھا جاتا ہے لیکن اس میں داغ موجود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی حسن مکمل نہیں۔ کوئی نہ کوئی کمی یا خامی اس میں موجود ہوتی ہے۔ یہ حضورؐ کی ذات و کردار تا معجزہ ہے کہ آپ میں دیکھنے والوں کو، ڈھونڈنے والوں کو کوئی کمی یا خامی نظر نہیں آتی۔

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشرؐ

خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیر البشرؐ

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رات کو ہر لحاظ سے کامل و اکمل بنایا ہے۔

سب سے اعلیٰ تیری سرکار ہے سب سے افضل

میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل

امیر مینائی کا موقف یہ ہے کہ اگر ہم دنیا اور اہل دنیا پر نظر دوڑائیں تو اگر کسی میں ہزار خوبیاں ہیں تو اس میں ایک آدھ خامی یا کمی بھی مل جاتی ہے۔ یہ محض حضورؐ کی ہستی ہے کہ جس میں کوئی کمی یا نقص موجود نہیں وجہ یہ کہ انسان جو اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل ہے ان انسانوں میں افضل ترین ہستی حضورؐ کی ہے تو اس فضیلت کا تقاضا ہے کہ آپ کی ذات ہر خامی سے مبرا ہو۔